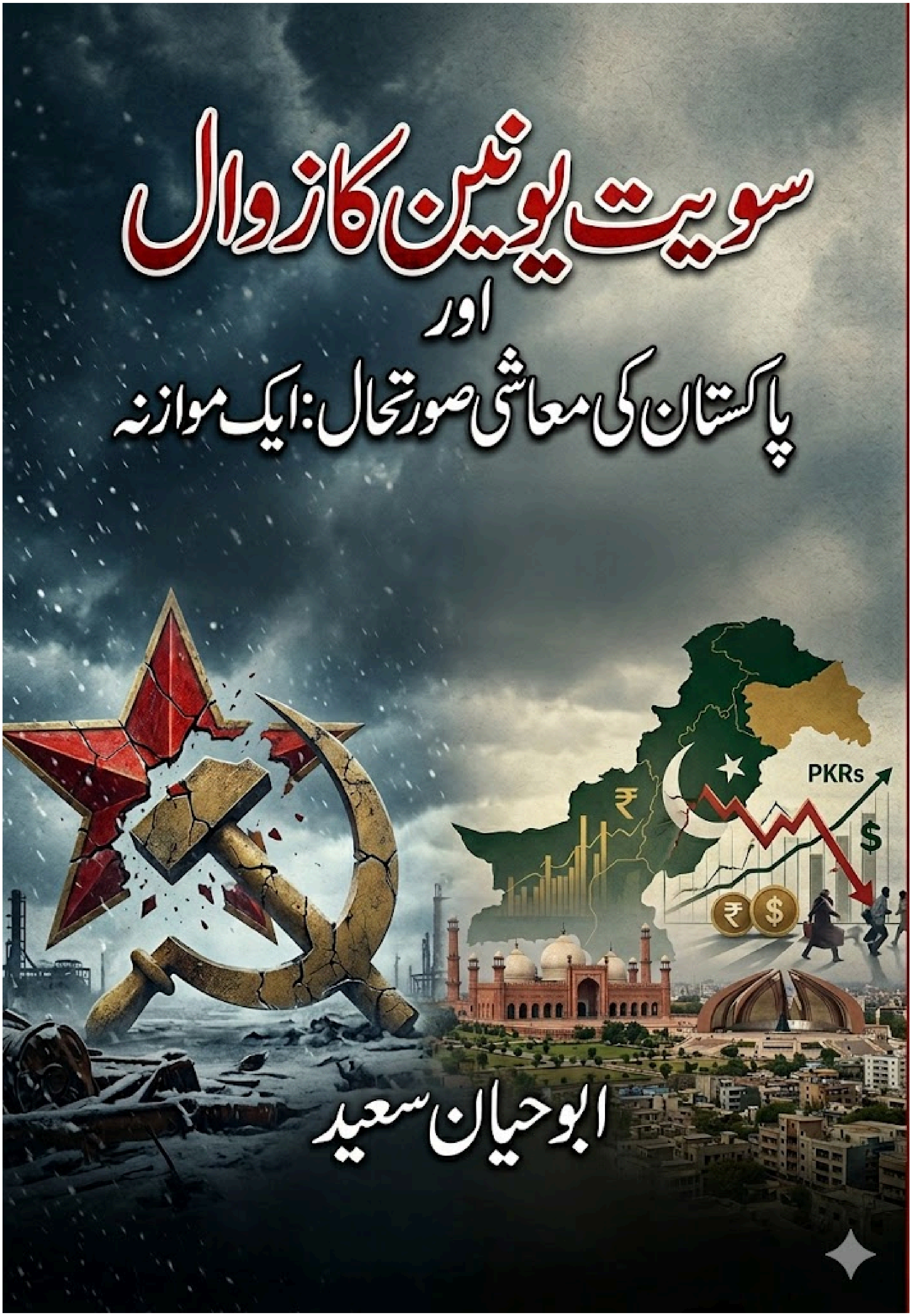
سویت یونین کا زوال
اور
پاکستان کی معاشی صورتحال: ایک موازنہ
PKRs
₹
$
ابوحیان سعید

سوویت یونین کا زوال اور پاکستان کی معاشی صورتحال: ایک موازنہ

ابو حیان سعید

11 اپریل 2026

وجہ تحریر : اس موازنے کی ضرورت کیوں پیش آئ ؟

یہ سوال کوئ بھی کر سکتا ھے ۔ میرا جواب دو ٹوک ھے کہ میں آج 2026 میں یہ نہی چاہتا کہ 2040 میں اس معمے پر درجنوں لا حاصل تحقیقی مقالے اور کتب لکھی جائیں کہ " سوویت یونین اور پاکستان کی تباھی کی اصل وجوھات کیا تھیں ؟"۔ حالانکہ سویت یونین کے دانشور اپنے خاتمے یعنی 1985 سے برسوں پہلے یعنی 1965 ~1980 میں یہ بات اپنی تحریروں میں مستقل بتا رھے کہ سوویت یونین اپنے بدترین انجام کی طرف تیزی سے بڑھ رھا ھے لیکن اس وقت کی سوویت قبضہ گیر،جابر اور مائل بہ جنگ قیادت کو یہ سمجھا نے میں ناکام رھے کہ ھم تباھی کی جانب تیزی سے بھاگ رھے ھیں اور اس کا تدارک کیا جاۓ لیکن وسائل ،طاقت،اختیار چونکہ ریاست کے قبضے میں ھوتے ھیں تو ریاست خود کو عقل کل سمجھ کر ان باتوں پر توجہ نہی دیتی بلکہ ان افراد کو ریاست کا دشمن ھونے کا پروپیگنڈہ بھی دل و جان سے کرتی ھے ۔

سوویت یونین اور پاکستان کی معاشی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات حیرت انگیز طور پر سامنے آتی ہے کہ دونوں کے زوال یا بحران کے اسباب میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ ایک سپر پاور تھی اور دوسرا ایک ترقی پذیر ایٹمی ملک، مگر دونوں نے ایک جیسے "ساختیاتی گڑھوں" (Structural Traps) میں گر کر اپنی معیشتوں کو نقصان پہنچایا۔

تاریخ کا یہ سبق انتہائی تلخ ہے کہ ریاستیں صرف بیرونی حملوں سے نہیں، بلکہ اندرونی معاشی کھوکھلے پن اور انتظامی نااہلی سے ٹوٹتی ہیں جس میں پاکستان بہ حیثیت ریاست اپنے عروج پر ھے ۔ سوویت یونین کی مثال بیسویں

صدی کا سب سے بڑا عبرت ناک واقعہ ہے، جہاں ایک ایٹمی سپر پاور اپنے معاشی بوجھ تلے دب کر بکھر گئی۔ آج پاکستان جس معاشی دوراہے پر کھڑا ہے، وہاں سوویت یونین کے زوال کے اسباب کا موازنہ کرنا ناگزیر ہو چکا ہے۔

1. معیشت بمقابلہ دفاعی بوجھ

سوویت یونین نے اپنی جی ڈی پی کا بہت بڑا حصہ امریکہ کے ساتھ اسلحے کی دوڑ اور خلائی مہم جوئی میں صرف کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کے پاس سینکڑوں ایٹمی میزائل تھے ، لاکھوں ٹینک اور توپیں ، ساتھ ھی ہزاروں جرنیلوں کی نفری میڈلوں سے لبریز یونیفارمز میں موجود تھیں اور سوویت یونین خلا میں بھی گھوم پھر رہا تھا، لیکن عوام کے لیے آٹا اور بنیادی ضرورت کی اشیاء نایاب ہو گئیں۔ پاکستان میں بھی صورتحال اس سے مختلف نہیں ۔ وفاق پاکستان نے ایک عجب کام یہ کیا کہ صوبوں کی ناز برداری ایسی شروع کر دی کہ معیشت میں بھونچال برپا ھو گیا اس ناز برداری کا نام ساتواں این ایف سی ایوارڈ ھے جس میں صوبوں کو اتنا پیسہ دیا گیا کہ وفاق خود کنگال ھو گیا۔

این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کے ناز نخرے اٹھانے کے بعد وفاقی بجٹ کا بڑا حصہ قرضوں کی سود ادائیگی اور دفاعی اخراجات میں چلا جاتا ہے، جس سے وفاقی معاملات کے لیے وسائل نہ ہونے کے برابر بچتے ہیں بلکہ جدید دور کی ڈائن آئ ایم ایف سے قرضوں کی بھیک مانگنا پڑ جاتی ھے اور جناب آئ ایم کی شرائط تو شادی سے قبل محبوبہ کی شرائط سے بھی سخت ھوتی ھیں ۔

2. اشرافیہ کا قبضہ (Nomenklatura vs Elite Capture)

سوویت یونین میں "کمیونسٹ پارٹی" کی اشرافیہ عام عوام کے وسائل پر عیش کرتی تھی، جسے 'نومین کلیٹورا' کہا جاتا تھا۔ پاکستان میں بھی ایک مخصوص طبقہ جس میں سیاسی خاندان، مقتدرہ (فوج کہتے ھوئے لوگوں کو بڑا ڈر لگتا

ھے اسلیئے منافقت کرتے ہوئے مقتدرہ کہہ دیتے ھیں)، مذھبی مافیا اور بڑے زمیندار شامل ہیں ملکی وسائل اور ٹیکسوں کی مراعات پر قابض ہے۔ جب مراعات یافتہ طبقہ ملک کو لوٹ رہا ہو اور عام آدمی مہنگائی کی چکی میں پس رہا ہو، تو ریاست اور عوام کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے، جو کسی بھی ملک کی بقا کے لیے خطرناک ترین مرحلہ ہوتا ہے۔

3. وفاقی اکائیوں کے درمیان مالیاتی تناؤ

سوویت یونین اور پاکستان کے معاشی ماڈل میں زمین آسمان کا فرق ھے سوویت یونین میں معاشی معاملات مرکز کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اس لیئے سوویت وفاق تباہ ھوگیا جبکہ پاکستان میں وفاق نے این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کو اتنا زیادہ پیسہ دے ڈالا ھے کہ صوبے لوٹ مار کا گڑھ بن گئے ھیں اور وفاق فقیر بن گیا ھے وفاق اپنی آمدنی کا 57 فیصد سے زیادہ صوبوں کو دے دیتا ھے اور صوبوں میں قائم حکومتیں وہ پیسے عوام پر لگانے کی بجائے کھا جاتی ھیں اور یہ اربوں ڈالر ان صوبائ حکومتوں کی لوٹ مار کی نذر ھو جاتا ھے ۔ ایک طرف انتہائ سخت مرکزی نظام دوسری طرف کھلی آزادی ۔ تباھی تو آنی ھی آنی ھے ۔

سوویت یونین کی وسطی ایشیائی ریاستوں اور بالٹک ریاستوں کو یہ گلہ تھا کہ ان کے وسائل ماسکو چھین لیتا ہے یا غلط تقسیم کرتا ہے۔ پاکستان میں یہی بحث **این ایف سی (NFC) ایوارڈ** کے گرد گھومتی ہے۔ وفاق کا یہ موقف ہے کہ وہ دیوالیہ ہو رہا ہے کیونکہ زیادہ پیسہ صوبوں کو جا رہا ہے، جبکہ صوبوں کا الزام ہے کہ مرکز انہیں ان کے حقوق نہیں دیتا۔ (پاکستان میں دو بڑے صوبوں سے بڑا جھوٹا اور فراڈی پوری کائنات میں کوئ نہی ھے خاص طور پر سندھ این ایف سی ایوارڈ کا ھزاروں ارب ڈکار جاتا ھے اور عوام کو ککھ بھی نہی ملتا ، پڑھے لکھے لوگوں کو پاکستانی روپے میں بات سمجھ نہی آتی اس لیئے میں ڈالر میں بتا دیتا ھوں کہ سندھ کو گذشتہ کئ سالوں سے این

ایف سی ایوارڈ میں 14 ارب ڈالر سے زیادہ فنڈ مل رھے ھیں ، کتنے مل رھے ھیں 14 ارب ڈالر ھر سال ۔ یعنی سندھ کو 2010 سے اب تک 224 ارب ڈالر مل چکے ھیں ۔

یہ پوچھنا تو گناہ ھے کہ آخر یہ اربوں ڈالر جا تے کہاں ھیں ۔۔ اگر کسی نے پوچھ لیا تو سندھو دھرتی پانچ ھزار سال پرانی ھے ، سندھ کی ثقا فت ھزاروں سال پرانی ھے ، اجرک سندھ کی پہچان ھے وغیرہ قسم کی لا یعنی باتیں شروع ھو جاتی ھیں) یہ رسہ کشی ملک کو انتظامی طور پر مفلوج کر رہی ہے، بالکل ویسے ہی جیسے سوویت یونین کے آخری سالوں میں ماسکو اور سوویت ریاستوں کے درمیان ہوا تھا۔

4. قرضوں کا جال اور عالمی اداروں پر انحصار

سوویت یونین نے اپنے آخری عشرے میں مغربی بینکوں سے بھاری قرضے لیے تھے تاکہ اپنا ٹوٹتا ہوا نظام چلا سکے۔ جب تیل کی قیمتیں گریں اور قرضوں کی واپسی ناممکن ہوئی، تو پورا ڈھانچہ زمین بوس ہو گیا۔

پاکستان آج اسی "ڈیبٹ ٹریپ" (Debt Trap) میں ہے جہاں پرانا قرض اتارنے کے لیے نیا قرض لینا پڑتا ہے۔ ہماری معاشی پالیسیاں اب اسلام آباد کے بجائے عالمی مالیاتی اداروں (آئی ایم ایف) کے فیصلوں کی محتاج ہیں۔

پاکستان ھر سال اپنے لیئے گئے قرضوں پر سات ارب ڈالر صرف سود کی مد میں ادا کرتا ھے اور اس سود کی ادائیگی کے لیئے نئے قرضے لیتا ھے ۔

سوویت یونین کے زوال کے وقت اس پر موجود بیرونی قرضے کے اعداد و شمار انتہائی چشم کشا ہیں۔ 1960 اور 1970 کی دہائی تک سوویت یونین ایک قرض دینے والا ملک تھا، لیکن معاشی جمود اور تیل کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے 1980 کی دہائی میں وہ تیزی سے عالمی بینکوں کا مقروض ہوتا چلا گیا۔

سوویت یونین پر کل بیرونی قرضے کی تفصیل درج ذیل ہے:

جب دسمبر 1991 میں سوویت یونین کا شیرازہ بکھرا، تو اس پر کل بیرونی قرضہ تقریباً **66 ارب ڈالر** سے **70 ارب ڈالر** کے درمیان تھا۔ اس قرض کا بڑا حصہ مغربی بینکوں (خاص طور پر جرمنی، فرانس اور اٹلی) اور "پیرس کلب" کے ممالک کا تھا۔

1985 میں سویت یونین پر بیرونی قرض محض 25-28 ارب ڈالر تھا، لیکن صرف 6 سالوں کے اندر (1991 تک) یہ بڑھ کر 70 ارب ڈالر تک جا پہنچا، جو کہ معاشی بدحالی کی انتہا تھی۔

قرضہ بڑھنے کی وجوہات

سوویت یونین جیسے سپر پاور کو قرض کیوں لینا پڑا؟ اس کی تین بڑی وجوہات تھیں:

خوراک کی درآمد: سوویت زراعت اتنی ناکام ہو چکی تھی کہ اسے اپنے عوام کا پیٹ بھرنے کے لیے مغرب سے اناج خریدنا پڑتا تھا، جس کے لیے ڈالر قرض لیے گئے۔

تیل کی قیمتوں میں کمی: 1980 کی دہائی میں عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں گر گئیں، جس سے سوویت یونین کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ختم ہو گیا۔

صنعتی جمود: سوویت صعنتیں جنگی سازو سامان تیار کرنے میں مصروف رہتی تھیں ، مقامی آٹو موبائل اور الیکٹرانکس انڈسٹریزعالمی معیار کی اشیاء بنانے کے قابل نہیں تھیں، جس کی وجہ سے برآمدات نہ ہونے کے برابر رہ گئیں۔

سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد یہ ایک بڑا سوال تھا کہ یہ 70 ارب ڈالر کون ادا کرے گا؟

1993 میں روس نے باقاعدہ اعلان کیا کہ وہ سابقہ سوویت یونین کی تمام ریاستوں کا "وارث" ہے، لہٰذا وہ ان تمام ریاستوں کے حصے کا قرضہ خود ادا کرے گا بشرطیکہ سوویت یونین کے بیرونِ ملک اثاثے (سفارت خانے، سونا، اور جائیدادیں) بھی روس کو مل جائیں ۔ روس نے سوویت یونین کے دور کا یہ تمام قرضہ دہائیوں تک ادا کیا اور آخر کار **2017** میں بوسنیا ہرزیگوینا کو آخری قسط ادا کر کے سابقہ سوویت یونین کے ذمے موجود تمام بیرونی قرضوں سے جان چھڑائی.

دلچسپ بات یہ ہے کہ سوویت یونین کے زوال کے وقت اس کا قرضہ (70 ارب ڈالر) اس کی معیشت کے سائز کے مقابلے میں اتنا زیادہ نہیں تھا جتنا کہ آج کے ترقی پذیر ممالک کا ہوتا ہے، لیکن چونکہ سوویت یونین کی معیشت **بند (Closed)** تھی اور اس کے پاس ڈالر کمانے کا کوئی ذریعہ نہیں بچا تھا، اس لیے وہ 70 ارب ڈالر کا بوجھ بھی نہ اٹھا سکا اور ڈیفالٹ کے دہانے پر پہنچ کر ٹوٹ گیا۔

سوویت یونین کی تباہی ثابت کرتی ہے کہ **معاشی سلامتی ہی اصل قومی سلامتی ہے**۔ اگر کسی ملک کی معیشت بیٹھ جائے، تو اس کی فوج، سینکڑوں جرنیل ، اس کے ایٹمی ہتھیار و میزائل ، فوجی بریفنگز ، بھیک میں ملے دو تین ارب ڈالر ،پارلیمنٹ اوراس کا آئین اسے بکھرنے سے نہیں بچا سکتے۔ پاکستان کے لیے وقت تیزی سے نکل رہا ہے۔ اگر اب بھی این ایف سی ایوارڈ کی خامیوں کو دور نہ کیا گیا، زراعت کا نظام بالکل درست نہ کیا گیا ،ٹیکس نظام میں ہزاروں ارب کی کرپشن کا خاتمہ نہ ہوا اور اشرافیہ نے اپنی مراعات کی قربانی نہ دی، تو تاریخ ہمیں بھی اسی صف میں کھڑا کر سکتی ہے جہاں سوویت یونین کھڑا ہے۔

بقا کا واحد راستہ آئینی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ایک سخت اور بے رحم معاشی سرجری ہے، تاکہ ملک کو قرضوں کے اس بوجھ سے نکالا جا سکے جو اسے نگلنے کو تیار ہے۔ تاریخ یہ سکھاتی ہے کہ **ریاست کی اصل طاقت**

اس کی معیشت ہوتی ہے۔ جب معیشت دیوالیہ ہو جائے تو سیاسی نقشے بدل جایا کرتے ہیں۔

ہر شخص جو اپنا قیمتی وقت نکال اس تحریر کو پڑھ رہا ہوگا وہ آخر میں یہ سوچنے میں حق بجانب ہوگا کہ اتنی طویل داستان کے بعد یہ تو بتایا ھی نہی گیا کہ اس تباھی کو روکنے کا سب سے پہلا کام کیا ھونا چاہیئے --- جی بالکل پہلا کام ھی تمام مسائل کے حل کی طرف پہلا عملی قدم ھے -- تو سنئیے -- سب سے پہلے آئینی ترمیم کر کے این ایف سی ایوارڈ میں دونوں بڑے صوبوں یعنی پنجاب اور سندھ کے حصے کو کم از کم تیس فیصد کم کیا جائے اور یہ رقم بیرونی قرضوں کی واپسی کے لیئے مختص کی جائے . اس کے بعد آئ ایم ایف سے سخت شرائط پر قرض لینے کی کوئ ضرورت نہی ھو گی ۔ اس وقت پنجاب اور سندھ دونوں کو سالانہ 42 ارب ڈالر مل رہے ھیں --- تیس فیصد کٹوتی سے تقریبا 12 ارب ڈالر وفاق کو مل جائیں گے ، وفاق سالانہ 7 ارب ڈالرقرضوں پر جو سود ادا کرتا ھے اس کے لیئے نئے قرضوں لیئے جاتے ھیں وہ بھی باآسانی دے سکے گا اور آئ ایم ایف سے جان چھوٹ جائے گی ، دفاعی بجٹ کے لیئے با آسانی اضافی تین سے پانچ ارب ڈالر بھی مل جایا کریں گے ۔ ساتھ ھی چین اور عربوں سے بھیک بھی مانگنی نہی پڑے گی ۔ آئ ایم ایف کے مطالبات کہ پیٹرول ڈیزل کی قیمتیں بڑھاؤ ، بجلی اور گیس کی قیمتیں بڑھاؤ ، عوام پر نت نئے ٹیکس لگاؤ ، فلاں فلاں چیزوں کی قیمتیں بڑھاؤ ان سب سے آزادی مل جائے گی ۔ اب یہ کرے گا کون ؟ وھی کریں گے جو سینے پر ہاتھ مار مار کر آئے دن ارشاد کرتے ھیں کہ ھم ریاست ھیں ، ھم ریاست ھیں جو ھم سے ٹکرائے گا اس کی " لت بھن ڈے سوں " یعنی اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے --

آرٹیکل 160(3A) میں فوری ترمیم کر کے پاکستان کو بچاؤ ..

اپنی مرضی کی آئینی ترامیم تو ایک دن میں کرا لی جاتی ھیں اب ریاست کو عوام کے لیئے بھی کچھ تو کرنا پڑے گا -- پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی !

کچھ تو کرو جناب ریاست عالی مقام --